ترکی میں نئی دینی بیداری

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ

خلیل حامدی

(اشاعتِ گذشتہ میں ہم نے انگلستان کے اخبار گارڈین کا ایک مقالہ نقل کیا تھا جس میں اس کے یہودی نامہ نگار نے دینی بیداری کی اُس لہر پر خطرے کی گھنٹی بجائی تھی جو آج کل ترکی میں کارفرما ہے۔ اب ہم دو مضمون اور نقل کرتے ہیں جن میں سے ایک یہ بتاتا ہے کہ ترکی میں اس وقت دین کے لیے کیا کام ہو رہا ہے، اور دوسرا یہ منظر دکھاتا ہے کہ کفّار کے گھر میں اس پر کیسا ماتم برپا ہے۔ خ ح)

پچھلے ماہ مئی میں ترکی کے ایک دینی وفد نے حکومتِ عراق کی دعوت پر عراق کا دورہ کیا تھا۔ واپسی پر یہ وفد ۲۴ مئی ۱۹۶۸ء کو تھوڑی دیر کے لیے بیروت ٹھیرا۔ وہاں مشہور اسلامی ہفت روزہ الشہاب کے ایڈیٹر نے اس سے ملاقات کرکے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ ترکی میں آج کل احیائے اسلام کے لیے کیا کام ہو رہا ہے۔ وفد کے سربراہ محمد لشیار تو داغو تھے جو ترکی کے محکمہ امورِ مذہبی میں اسسٹنٹ ڈائرکٹر ہیں، اور ارکان میں انقرہ کے مفتی شیخ جمال الدین قبلای بھی شامل تھے۔ اس ملاقات کی روداد یکم جون ۱۹۶۸ء کے الشہاب میں شائع ہوئی ہے جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:

سوال: آپ کے دورۂ عراق کے تاثرات کیا ہیں؟

جواب: ہمارا یہ دورہ عراق کی وزارتِ اوقاف کی دعوت پر تھا۔ اس دورے میں ہم نے بغداد کے علاوہ موصل، نجف، کربلا، اربیل اور بصرہ کا سفر بھی کیا۔ عراق کے مسلمانوں نے ہماری انتہائی آؤبھگت کی۔ عراق کے سرکاری افراد سے بھی ہماری ملاقاتیں ہوئیں۔ علمائے عراق سے ہماری طویل گفتگوئیں ہوئیں، علماء کی طرف سے

ہمارے اعزاز میں ۲۵ تقریبیں منعقد کی گئیں۔

سوال: کیا آپ مختصراً یہ بتا سکتے ہیں کہ ترکی کا محکمۂ امورِ مذہبی اسلامی دعوت و تبلیغ کے بارے میں کیا کوششیں سرانجام دے رہا ہے؟

جواب: آج سے ۱۵ سال قبل (عدنان میندریس کے عہدِ حکومت میں) ایک سرکاری فرمان جاری ہوا تھا جس کی رُو سے محکمۂ امورِ مذہبی کی تشکیل عمل میں آئی۔ آج یہ محکمہ ترکی کے مختلف حصوں میں پائی جانے والی ۶۳ ہزار مسجدوں کی نگرانی کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ ان میں سے ۳۵ ہزار وہ مسجدیں ہیں جو دیہی آبادیوں میں پائی جاتی ہیں اور ۲۸ ہزار بڑے بڑے شہروں اور ضلعی مقامات میں پائی جاتی ہیں۔ اس وقت محکمۂ امورِ مذہبی کی طرف سے جن اماموں اور خطیبوں کو ماہانہ معاوضہ اور دوسری ضروریات فراہم کی جا رہی ہیں اُن کی تعداد ضلعی مقامات میں ۲۳ ہزار اور دیہی آبادیوں میں ۴۰ ہزار ہے۔ یہ تمام امام اور خطیب مخصوص درسگاہوں کے فارغ شدہ ہیں، جو مدارس ائمہ و خطباء کے نام سے معروف ہیں۔ کسی ایسے شخص کو جو ان درسگاہوں کا فارغ نہ ہو امام یا خطیب نہیں بنایا جا سکتا۔ اِن درسگاہوں سے ہر سال ۲ ہزار امام اور خطیب سندِ فراغت حاصل کرتے ہیں۔ اس پوری تعداد کو محکمۂ امورِ مذہبی اپنی ملازمت میں لے لیتا ہے اور شہروں اور دیہات میں ان سے مختلف خدمات لیتا ہے۔ مسجد کے مؤذن کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ حفظِ قرآن کے مدرسے کا فارغ ہو۔ ہماری طرف سے کسی ایسے شخص کو مؤذن نہیں مقرر کیا جاتا جب تک اُس نے مکمل قرآن کریم حفظ نہ کر لیا ہو۔ ان مؤذنوں کی تیاری کے لیے بھی الگ مدارس قائم ہیں۔

سوال: ان اماموں اور خطیبوں اور مؤذنوں کی تعلیم کا نظام کیا ہے اور جن مدارس میں یہ تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کا معیار کیا ہے؟

جواب۔ اِس وقت ترکی میں اماموں اور خطیبوں کے مخصوص مدرسوں کی کل تعداد ۵۸ ہے۔ یہ مدرسے ملک کے مختلف حصوں میں قائم ہیں، اور انٹرمیڈیٹ کے معیار کے برابر ہیں۔ ان میں ان دنوں ۳۰ ہزار طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔ ان مدارس کے فارغ شدہ کی تنخواہ کا گریڈ بھی وہی ہے جو انٹرمیڈیٹ کے فارغ شدہ کا ہوتا ہے۔ حکومت کے مروجہ نظام کے تحت یہ بھی ہر تین سال کے بعد ترقی اور الاؤنس کے اُنھی حقوق سے متمتع ہوتے ہیں جو دوسرے سرکاری ملازمین کے لیے مخصوص ہیں۔ سالِ رواں میں ایک نیا قانون جاری ہوا ہے جس کی رُو سے ان مدارس کا فارغ شدہ

یونیورسٹیوں کے تمام کالجوں میں داخلہ لے سکتا ہے خواہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے کالج ہوں یا آرٹس کالج۔ مثلاً میڈیکل، انجینئرنگ، قانون اور آرٹس کے کالجوں میں سے جس کالج میں چاہے بلا روک داخل ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ ملک میں اعلیٰ تعلیم کے چار ادارے موجود ہیں جو ترکی کی یونیورسٹیوں کے تابع ہیں۔ ائمہ اور خطباء کے مدارس کے طالب علم فراغت کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے ان اداروں میں داخل ہو سکتے ہیں۔ ان کا کورس چار سالہ ہے اور ان میں عربی زبان اور عربی نحو و بلاغت کے ساتھ ساتھ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر اسلامی علوم کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کے فارغ شدگان کو ضلع کے مفتی اور مبلّغ کا منصب سونپا جاتا ہے۔ اس وقت ہر ضلع کے اندر جو مبلّغ اور دینی رہنما کام کر رہے ہیں اُن کی تعداد فی ضلع ۲۰ اور ۳۰ کے درمیان ہے۔ یہ سب مذکورۂ بالا اداروں کے سند یافتہ ہیں اور محکمہ امورِ مذہبی ان کو معقول معاوضے دیتا ہے۔

مؤذنوں کے لیے اس وقت ترکی میں ۴۴۴۳ حفظ قرآن کے مدرسے ہیں جن میں ایک لاکھ ۳۶ ہزار طلبہ قرآن حفظ کر رہے ہیں۔ ان مدارس میں سے ایک ہزار مدرسے وہ ہیں جو براہِ راست محکمہ اُمورِ مذہبی کی نگرانی میں ہیں اور باقی عوام کے رفاہی اداروں کے تحت چل رہے ہیں۔ آپ یہ سُن کر خوش ہوں گے کہ اس وقت ترکی میں ایک ہزار ۳۰۸ رفاہی انجمنیں ہیں جو مساجد کی تعمیر اور حفظِ قرآن کے مدرسوں کی نگرانی اور انتظام کے لیے وقف ہیں۔

محکمۂ امورِ مذہبی کا سالِ رواں کا بجٹ ایک ارب ۸ کروڑ ۴۰ ترکی لیرا ہے۔ پبلک اوقاف کا بجٹ اس کے علاوہ ہے جس کی مقدار ۶ کروڑ ۳۰ لاکھ ترکی لیرے ہے۔ محکمہ امورِ مذہبی میں مدغم شدہ اوقاف کا بجٹ اس سے الگ ہے۔ نیز ایک ہزار ۳۰۸ رفاہی اداروں کا بجٹ بھی اپنی جگہ الگ طور پر بہت بڑی خدمت انجام دے رہا ہے۔ ہم نے ایک نیا سہ سالہ منصوبہ بنایا ہے۔ اس منصوبے کے تحت ہم اماموں اور خطیبوں کے مدارس کی تعداد ۱۲۰ کر دیں گے (موجودہ تعداد ۵۸ ہے)۔ ترک عوام رفاہی اداروں کی وساطت سے جو دینی مدارس قائم کرتے ہیں ان کا بھی یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ محکمۂ امورِ مذہبی ان کو اپنی تحویل اور نگرانی میں چلائے۔

سوال: آپ کے ان پروگراموں کے اندر ترکی کی مسلمان عورت کہاں تک حصّہ لیتی ہے؟

جواب۔ اماموں اور خطیبوں کے جتنے مدرسے اس وقت ہماری نگرانی میں ہیں اُن میں سے عورتوں کا

کوئی مدرسہ نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک عورت کا یہ میدان نہیں ہے۔ البتہ ہم نے ان مدرسوں میں لڑکیوں کے لیے بھی داخلہ کھول دیا ہے تاکہ یہاں سے جو لڑکیاں فارغ ہوں وہ گرلز اسکولوں میں دینیات کی تدریس کا کام سرانجام دیں۔ آپ کو یہ سن کر مسرت ہوگی کہ ترکی کے پرائمری، مڈل اور ثانوی اسکولوں میں دینی تعلیم کا بھرپور انتظام ہے حفظ قرآن کے مدرسوں میں بھی اب لڑکیاں داخل ہو رہی ہیں۔ آپ کو لاتعداد کمسن بچیاں ملیں گی جو پورا قرآن حفظ کر چکی ہیں۔

سوال: اسلامی نظریہ کے فروغ میں محکمۂ امورِ مذہبی کیا علمی اور تبلیغی سرگرمیاں انجام دے رہا ہے؟

جواب: محکمہ امور مذہبی کا شعبۂ نشر و اشاعت پُرانی اور نئی اسلامی کتابوں کے ترکی زبان میں ترجمے کرواتا ہے۔ بعض اسلامی کتابوں کو از سرِ نو چھاپ رہا ہے۔ اس شعبے کی طرف سے جو کتابیں شائع کی جاتی ہیں وہ نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔ شعبۂ نشر و اشاعت حدیث اور تفسیر کے قدیم ذخیرے کو ہی زندہ کرنے پر اکتفا نہیں کر رہا ہے بلکہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی (پاکستان)، اور سید قطب اور محمد قطب اور دوسرے اسلامی رہنماؤں کی اکثر و بیشتر کتابیں ترکی میں ترجمہ کر کے چھاپ رہا ہے۔ اب تک ایسی ۶۰ کتابیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں۔ بعض کتابوں کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ مثلاً سید قطب کی کتاب العدالۃ الاجتماعیہ فی الاسلام (اسلام کا عدلِ اجتماعی) کے اب تک تین ایڈیشن نکل چکے ہیں اور ہر ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں چھپا ہے۔ اسی طرح محمد قطب کی مشہور کتاب جاہلیۃ القرن العشرین (بیسویں صدی کی جاہلیت) بھی دو مرتبہ چھپ چکی ہے۔ ان نامور اسلامی رہنماؤں سے ترک عوام بھی اُسی طرح واقف ہو چکے ہیں جس طرح خود ان کے اپنے ملک کے باشندے۔

یہ تھا ایک رُخ۔ اب دوسرا رُخ ملاحظہ ہو:

برطانیہ کے یہودی جریدہ "جیوش کرانیکل" نے ۱۹ اپریل ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں اپنے انقرہ کے نامہ نگار خصوصی کی حسبِ ذیل رپورٹ شائع کی ہے:

"خدامِ مذہب کی یونین نے، جو ترکی کی ایک قدامت پرست تنظیم ہے، تاجروں سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ تمام یہودی کمپنیوں اور ترکی کی دوسری غیر یہودی اقلیت کے تجارتی اداروں کا مقاطعہ کریں۔ یہ اپیل ایک

ایسے عام اجتماع میں کی گئی ہے جس میں ترکی کے مختلف حصوں سے مذہبی معلمین اور علماء کی بہت بڑی تعداد شامل ہوئی تھی۔ شرکائے اجتماع نے یک زبان ہو کر یہ مطالبہ کیا کہ وطنی اقتصادیات پر جتنی غیر مسلم اقلیتیں چھائی ہوئی ہیں اُن کا مکمل اور دوامی مقاطعہ کیا جائے۔

انقرہ میں بھی ایک زبردست اجتماع منعقد ہوا ہے جسے "اینٹی کمیونزم نیشنل کنزرویٹو آرگنائزیشنز" کے اجتماع کا نام دیا گیا ہے۔ مگر یہ اجتماع بھی "اینٹی کمیونزم" کے بجائے "اینٹی یہود" اجتماع میں تبدیل ہو گیا۔ شرکائے اجتماع نے ایسے پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے جن پر یہودیوں کے خلاف طرح طرح کے فقرے لکھے ہوئے تھے۔ مثلاً ایک فقرہ یہ تھا: "یہودی استعمار مردہ باد"۔ اس اجتماع کے کچھ عرصہ بعد ظیا ایجور نامی شخص کی ایک تالیف منظرِ عام پر آئی ہے جو "سامیت دشمن" (یعنی مخالف یہودیت) افکار پر مشتمل ہے۔ اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس وقت دنیا میں جو فتنہ اور شر بھی کہیں پایا جاتا ہے اس کے پیچھے یہودیوں کا مفسد دماغ ہی کام کر رہا ہے۔

ترکی روزنامہ "بگن" نے بھی یہودیوں کے خلاف اپنی مذموم مہم جاری کر رکھی ہے۔ اس اخبار کا ہر شمارہ ایسے مضامین و مقالات سے بھرپور ہوتا ہے جن میں یہودیوں کے خلاف زہر اُگلا جاتا ہے اور یہودیوں کی تجارتی کمپنیوں کی فہرستیں چھاپی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس اخبار کی روزانہ اشاعت ۷۰ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ ابھی چند ہفتے قبل کی بات ہے کہ اس کی اشاعت یومیہ ۱۵ ہزار تھی۔ یہودی لیڈروں کی طرف سے ان حملات کے خلاف بارہا احتجاج کیا گیا ہے مگر ترکی حکومت نے ابھی تک یہود دشمن سرگرمیوں کو روکنے کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی، حالانکہ یہودی عناصر ان سرگرمیوں کے بُرے اثرات کو محسوس کر رہے ہیں۔ مختلف رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ بعض یہودی تاجروں کو اپنے گاہکوں کی طرف سے ایسے خطوط موصول ہوتے ہیں جن میں انہیں اطلاع دی گئی ہے کہ "اب وہ ان کے ساتھ کاروباری معاملات جاری نہیں رکھیں گے"۔

ایک اور مضمون ۲۶ اپریل ۱۹۶۸ء کے جیوش کرانیکل میں شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "ترکی میں مخفی پروپگنڈے کا پھر آغاز ہو گیا"۔ یہ بھی اس کے نمائندہ انقرہ کا لکھا ہوا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"یہود دشمن تحریک کی تازہ ترین مہم یہودیوں کی خون آشامی کے مذموم نظریے کی دوبارہ اشاعت اور تجدید ہے۔ یہ مہم ترکی کے اخبار "بگن" نے جاری کر رکھی ہے۔ یہ اخبار چند ماہ پیشتر جاری ہوا ہے اور انتہا پسند مذہبیت

کا علمبردار ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اس وقت اس کی روزانہ اشاعت ۳۰ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔ "بُگن" نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے: "اے غیر یہودیو! اپنے بچوں کی نگرانی رکھو"۔ اِس اخبار نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ یہودی غیر یہودی بچوں کی خونریزی کو ایک مذہبی خدمت سمجھتے ہیں۔ اور یہ دیو مالائی کہانی یا کوئی خود ساختہ افسانہ نہیں ہے بلکہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ اس سلسلے میں اخبار نے لکھا ہے: "آج غیر یہودیوں کو اپنے بچوں پر کڑی نگرانی رکھنی چاہیے۔ کیونکہ یہ یہودیوں کا وہ مشہور تہوار ہے جسے "عید الفصح" کہتے ہیں۔ روس کے اندر یہودیوں کے خلاف جو خونریز ہنگامے برپا ہوتے تھے اُن کا سبب بھی یہودیوں کی یہی رسم تھی۔ اس رسم کو پُورا کرنے کے لیے یہودی عید الفصح کے روز لازماً کسی غیر یہودی کمسن بچے کے خون کا نذرانہ پیش کرتے ہیں[1]"۔

اخبار "بُگن" نے اپنے ایک افتتاحیہ میں اس امر کا بھی دعویٰ کیا ہے کہ آجکل اُسے کمپنیوں اور فرموں کے اشتہارات نہیں مل رہے ہیں کیونکہ ترکی کی تجارت اور اقتصادیات پر جن کمپنیوں کا قبضہ ہے وہ سب یہودیوں کی ہیں اور انہوں نے اس اخبار کا مقاطعہ کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ دوسری جانب یہ اخبار بھی مسلسل یہودی فرموں کی بلیک لسٹ چھاپ رہا ہے اور مسلمانوں سے اپیل کر رہا ہے کہ اقتصادی طور پر ان فرموں کا مکمل بائیکاٹ کیا جانا چاہیے۔ ترکی کے ایک اخبار نے جس کا نام "اَقشَم" ہے اور جو استنبول سے نکلتا ہے اور وہ بائیں بازو سے تعلق رکھتا ہے، بُگن پر بالواسطہ تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "بُگن" کی یہ مہم فاشزم کی رُوح سے لبریز ہے۔ یہ لوگ ہٹلر کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ ان کی تمام تر کارروائیاں ترکی اقتصادیات کی تباہی اور ملکی ترقی کو مفلوج کرنے کے مترادف ہیں"۔

---

[1] اس رسم کی تفصیل یہ ہے کہ یہودی یہ رسم ۱۵ اپریل کو مناتے ہیں۔ یہودی روایات کے مطابق اس تاریخ کو عبرانی قوم (بنی اسرائیل) نے حضرت موسیٰ کی قیادت میں مصر سے خروج کیا تھا اس رسم کی رُو سے اِس تاریخ کو یہودی کسی غیر یہودی کمسن بچے کے خون سے فطیری روٹی تیار کرتے ہیں اور رات کو کھاتے ہیں۔ اِس مذہبی رسم کو وہ EKSOTERIK کہتے ہیں۔ اشعیاہ کی کتاب میں اس کا ذکر ہے یہودی مورخین نے اس رسم کو اپنی تصنیفات میں بیان کیا ہے۔ راقم الحروف کے پاس اس بارے میں مفصّل مواد موجود ہے جو مستند تاریخی کتابوں سے جمع کیا گیا ہے۔ مجھے تو یہ شبہ ہو رہا ہے کہ پاکستان میں جو اکثر کمسن بچے گم ہو جاتے ہیں وہ شاید یہودی گاہکوں کے پاس چلے جاتے ہیں اور وہ ان سے اپنی مذہبی رسم پوُری کرتے ہیں۔ ترجمان القرآن کے آئندہ کسی شمارے میں اس موضوع پر مفصل روشنی ڈالی جائے گی۔